112067 ـ خاوند كے والدين بہو كو طلاق دينا چاہتے ہيں ليكن خاوند طلاق نہيں دينا چاہتا

سوال

ميرى شادى كو اب تك چار برس ہو چكے ہيں اور ميرے ہاں ايك بيٹا بھى پيدا ہوا ہے جس كى عمر ڈيڑھ برس ہے، اس عرصہ ميں ميں نے ازدواجى زندگى كى ہر مشكل ديكھى ہے مثلا مجھے زدوكوب بھى كيا گيا، اور بےعزت بھى، اور مجھے گھر سے بھى نكالا گيا اور ميرا نان و نفقہ بھى بند كيا گيا، ليكن سب بچوں كى طرح ميرے بچے كا بھى باپ ہونا ان تكليفوں كے مقابلہ ميں بالكل ہلكا لگتا ہے.
ليكن ميرا سوال يہ ہے كہ: اس شادى سے سات برس قبل ميرى شادى يونيورسٹى كے كلاس فيلو كے ساتھ ہوئى، ليكن ابتدائى طور پر طو يہ شادى عرفى تھى، اور جب خاندان والوں كو علم ہوا تو يہ شادى شرعى طور پر مكمل كر لي گئى، ليكن يہ شادى مستقل نہ رہى اور ہمارے درميان طلاق ہو گى.
اور اس كے بعد ميں نے اپنے موجودہ خاوند كے ساتھ شادى كر لى، يہ علم ميں رہے كہ شادى سے قبل ميرے اس خاوند كو ميرى پہلى شادى كا علم تھا، اب مشكل يہ پيش آ رہى ہے كہ اب وہ دن رات مجھے اس كے طعنے ديتا رہتا ہے اور ذليل كرتا ہے اور اس ميں اور مشكل اس طرح پيدا ہوئى ہے كہ ميرى ساس ہمارے درميان دخل ديتى ہے، اور ہمارى زندگى اجيرن كرنے لگى ہے، اور ميں خاوند كے ساتھ جس معاملہ كى بھى اصلاح كرنے ميں كامياب ہوتى ہوں وہ اسے خراب كر كے ركھ ديتى ہے.
آخر ميں يہ ہے كيونكہ ہم سب ايك ہى گھر ميں رہتے ہيں جس ميں ساس كا عمل دخل ہے اور وہ ہمارى مشكل ميں بھى دخل ديتى ہے، اس نے جو كچھ بھى سنا اور ميرى پہلى شادى كا بھى ميرى ساس كو علم ہو گيا، اور اب ميرى ساس اور سسر اپنے بيٹے سے مجھے طلاق دينے كا مطالبہ كرتے ہيں كہ اسے طلاق دے كر اس كا سارا سامان ركھ لو.
يہ علم ميں رہے كہ ميرا خاوند مجھے طلاق نہيں دينا چاہتا، كيونكہ وہ نہيں چاہتا كہ اس كے بيٹے كى تربيت اس سے دور ہو؛ اس ليے كہ اس نے بھى ميرى طرح پہلى شادى كى تھى اور پھر طلاق ہو گئى، اور اس كا بھى ايك دس سالہ بيٹا ہے جو اس سے دور رہ كر تربيت پا رہا ہے، اب وہ اس كا دوبارہ تجربہ نہيں كرنا چاہتا، اور وہ مجھ سے محبت كا بھى دعوى كرتا ہے، اب مجھے پتہ نہيں چل رہا كہ اس سلسلہ ميں اپنے سسرال والوں كے ساتھ كيا كروں ؟
ميں نے خاوند سے كہا كہ اس گھر سے كہيں اور چلے جاتے ہيں، ليكن ميرى ساس نے بيٹے كو كہا كہ تيرى بيوى خائن ہے اور ممكن ہے اس كے بعد سامان چورى كركے اس پر چورى كا الزام لگا دوں، اور بيٹے كو كہا: ہمار گھر ميں رہنا امن ہے، كيونكہ وہ مستقل طور پر گھر ميں ہى رہتے ہيں اور يہ سامان چورى نہيں كر سكے گى، اور ساس بيٹے كو مجھے طلاق دے كر اور شادى كرنے كا كہتى رہتى ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اول:

عرفى شادى كى ايك قسم تو باطل ہے، اور ايك دوسرى صورت ميں وہ ناقص ہو گى، باطل اس طرح كہ عورت اور مرد كا عقد نكاح اس حالت ميں ہو كہ عورت كا ولى اس شادى پر موافق نہ ہو اور ولى كے بغير شادى انجام پائے.

اور ناقص اس طرح ہو گى كہ جب يہ شادى خفيہ ہو اور اس كا اعلان نہ كيا جائے، كہ مرد كى طرف سے ابتدا ہو اور عورت كے خاندان والوں كا اس كا علم بھى نہ ہو، افسوس ہے كہ بعض اسلامى ممالك ميں اس طرح كى شادى پائى جاتى ہے، يہ ايسى صورت ہے جو باطل نكاح كى صورتوں ميں سے ايك صورت ہے، بلكہ يہ اصل ميں نكاح ہى نہيں !!

اس كے تفصيلى مسائل و احكام آپ سوال نمبر (45513) اور (45663) كے جوابات ميں ديكھ سكتے ہيں.

دوم:

خاوند پر بيوى كے حقوق ميں شامل ہے كہ وہ بيوى كے ساتھ حسن معاشرت كرے اور اس كے ساتھ بہتر اور اچھى بود و باش اختيار كرتے ہوئے زندگى گزارے اور بيوى كا احترام كرے اور اس كو ذليل كرنے كى كوشش مت كرے.

عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا بيان كرتى ہيں كہ:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے نہ تو كبھى كسى عورت پر ہاتھ اٹھايا اور نہ ہى كسى خادم پر، ليكن آپ نے اللہ كى راہ ميں جہاد كرتے ہوئے ضرور ہاتھ اٹھايا "

صحيح مسلم حديث نمبر (2328).

اور حكيم بن معاويہ القشيرى اپنے باپ سے روايت كرتے ہيں انہوں نے كہا:

" ميں نے عرض كيا: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ہم پر اپنى بيوي كا كيا حق ہے ؟

تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جب خود كھاؤ تو اسے بھى كھلاؤ، اور جب خود پہنو تو اسے بھى پہناؤ، اور نہ تو اس كے چہرے پر مارو، اور نہ ہى

اس قبيح قول كہو، اور اس سے گھر كے علاوہ كہيں اور بستر سے عليحدہ مت ہو"

سنن ابو داود حديث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (1850) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح ابو داود ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

المناوى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" بيوى كو مارنا حرام ہے، الا يہ كہ نشوز كى حالت ميں "

ديكھيں: فيض القدير (1 / 66).

اور شوكانى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اس باب كى حديث سے يہ ظاہر ہے كہ: بيوى سے بستر كى عليحدگى اور اسے مارنا جائز نہيں، الا يہ كہ وہ كوئى واضح فحش كام وغيرہ كرے، اور حديث ميں مطلقا عورت كو مارنے كى ممانعت وارد ہے.

ديكھيں: نيل الاوطار (6 / 263).

اور امام صنعانى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" قولہ: (لا تقبح) يعنى اسے كوئى ايسى بات مت سناؤ جسے آپ ناپسند كرتے ہوں، اور آپ اسے سخت اور ترش اور گندى بات كہيں "

ديكھيں سبل السلام (1 / 150).

چنانچہ خاوند پر واجب ہے كہ اللہ كا ڈر و تقوى اختيار كرے اور اسے يہ معلوم ہونا چاہيے كہ اس كے ليے بيوى كى كسى ايسے معاملہ ميں تذليل كرنا حلال نہيں جو ماضى ميں ہو چكا ہے اور ختم ہو چكا ہو، اور اسے يہ بھى علم ہونا چاہيے كہ اس طرح وہ اپنے ساتھ بھى برا سلوك كر رہا ہے كيونكہ اسے شادى سے قبل اپنى بيوى كى شادى كا علم ہو چكا تھا، اور اس كے باوجود اس نے اسے بطور بيوى اور اپنى اولاد كى ماں قبول كيا، اس ليے جو عيب وہ بيوى كو دے گا وہ عيب اسے خود بھى حاصل ہو گا، اور جس طرح وہ بيوى كى بےعزتى اور تذليل كريگا تو اس ميں اس كے اپنے نفس كى تذليل و بےعزتى ہے.

اس ليے اس پر واجب و ضرورى ہے كہ وہ بيوى سےحسن سلوك اور بہتر معاشرت كے ساتھ رہے، اور بيوى كے حقوق كى ادائيگى كرے، اور اسے ايك اہم معاملہ پر متنبہ رہنا چاہيے كہ ظالم شخص كے ليے دنيا ميں بھى سزا ہے

اور اس كا آخرت ميں بھى انجام اچھا نہيں، اور ظلم ان گناہوں ميں شامل ہوتا ہے اللہ تعالى نے جن كى سزا آخرت سے قبل دنيا ميں بھى ركھى ہے.

انس رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" دو چيزوں كى سزا دنيا ميں جلد دى گئى ہے، ايك تو بغاوت اور دوسرى والدين كى نافرمانى "

رواہ الحاكم (4 / 196) علامہ البانى رحمہ اللہ نے السلسلۃ الاحاديث الصحيحۃ (1120) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

اور اگر يہ خاوند اپنى بيوى كا ماضى نہيں بھولتا، اور وہ اسے ذليل و رسوا كرنے پر اصرار كرے تو وہ عورت اپنے ذمہ نہ ركھے، بلكہ اسے طلاق دے كر اسے پورے حقوق ادا كر كے فارغ كرے جس پر اتفاق ہوا ہے.

ليكن كہ وہ اسے اپنى زوجيت ميں بھى ركھےاور اس كے حقوق ادا نہ كرے، يا پھر اسے اپنى زوجيب ميں ركھ كر اسے ذليل و رسوا كرے اور اس كى تحقير كرتا پھرے تو اس كے ليے حلال نہيں "

مزيد استفادہ كے ليے آپ سوال نمبر (41199) اور (10680) كے جوابات كا مطالعہ ضرور كريں.

سوم:

خاوند كو نہيں چاہيے كہ وہ اپنى بيوى كو طلاق دينے ميں اپنے والدين كى رغبت پر عمل كرے، كہ اگر والدين اسے كہيں كہ بيوى كو طلاق دے دو تو وہ ان كى بات مان كرطلاق دے دے ہاں يہ ہو سكتا ہے جن اسباب كى بنا پر والدين طلاق دينے كا مطالبہ كرتے ہيں وہ اسباب شرعى ہوں، يعنى بيوى كو معصيت و فحاشى كا كام كرے، يا پھر كسى واجب كو ترك كرنے والى ہو.

مستقل فتوى كميٹى كےعلماء كرام سے درج ذيل سوال كيا گيا:

ايك شخص نے والدين كى اجازت سے شادى كى اور شادى كے بعد تين برس تك بيوى كے ساتھ رہا اور اس كى اولاد بھى ہوئى تو والدين نے بغير كسى سبب اور غلطى كے بيوى كو طلاق دينے كا مطالبہ كر ديا، نہ تو بيوى سے خاوند كے بارہ كوئى گناہ ہوا اور نہ ہى ساس كے ساتھ اور پھر خاوند اور بيوى آپس ميں بہت محبت بھى كرتے ہيں، اب اس شخص كو كيا كرنا چاہئے: آيا والدين كى نافرمانى كے ڈر سے وہ بيوى كو طلاق دے يا نہ دے ؟

كميٹى كے علماء كرام كا جواب تھا:

مذكورہ شخص كو چاہيے كہ وہ اپنى ماں سے نيكى و حسن سلوك كرے، اور ماں سے اچھى كلام بھى كرے اور حسب

استطاعت ماں کے ساتھ اچھے فعل سے پیش آئے، اور اگر تو اس کی بیوی دینی اور اخلاقی طور پر اسے پسند ہے تو اس کے لیے اسے طلاق دینا واجب نہیں.

الشیخ عبد العزیز بن باز.

الشیخ عبد الرزاق عفیفی.

الشیخ عبد اللہ بن غدیان.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ ولافتاء (20 / 31).

اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

آپ کو معلوم ہے آج کل جو معاشرے میں تعصبات پیدا ہو چکے ہیں " یہ میرا قبیلہ ہے، اور یہ میرا قبیلہ نہیں، اس کا تعلق میرے قبیلہ اور برادری سے اور یہ غیر برادری سے تعلق رکھتا ہے " ایك شخص نے کسی دوسری برادری میں شادی کر لی تو اس کا والد اس پر ناراض ہو کر کہنے لگا اس عورت کو طلاق دو وگرنہ میں میرے اور تیرے درمیان کوئی تعلق نہیں، اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" اگر خاوند کو یہ عورت دینی اور اخلاق طور پر پسند ہے تو اسے طلاق نہیں دینی چاہیے، چاہے اس کا والد اسے طلاق دینے کا حکم بھی دے تو وہ اس سلسلہ میں والد کی بات نہ سنے اور اس کی اطاعت مت کرے، اور اس میں وہ نافرمان شمار نہیں ہو گا، بلکہ والد قطع تعلقی کر رہا ہے: کیونکہ اس کا کہنا ہے:

اگر تم اس کو طلاق نہیں دیتے تو میں تم سے تعلق ختم کر لونگا، لہذا اس طرح تو وہ خود قطع رحمی کر رہا ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد بپا کر دو، اور رشتے ناطے توڑ ڈالو یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے محمد (22 - 23).

بلاشك و شبہ خاوند اور بیوی میں تفرقہ اور اختلاف ڈالنا اور علیحدگی کی کوشش کرنا زمین میں فساد کے مترادف ہے، اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالی نے اس عمل کو جادوگروں کا فعل قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

پھر لوگ ان سے وہ کچھ سیکھتے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیں البقرۃ (102).

اور جادوگر زمین میں فساد کرنے والے شمار ہوتے ہیں جیسا کہ موسی علیہ السلام نے فرمایا تھا اللہ سبحانہ و تعالی نے ان کا یہ قول نقل کرتے ہوئے فرمایا:

اور جب انہوں نے ڈالا تو موسی (علیہ السلام) نے فرمایا یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے، یقیني بات ہے کہ اللہ تعالی اس کو ابھی درہم برہم کیے دیتا ہے، یقینا اللہ تعالی ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا یونس (81).

چنانچہ جادوگروہ کو موسی علیہ السلام نے فسادیوں میں شمار کیا، اور ان کا سب سے عظیم جادو خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی اور علیحدگی کرانا ہے، اس لیے یہ باپ جو اپنے بیٹے اور بہو کے مابین علیحدگی اور جدائی کی کوشش کر رہا ہے اس کا یہ عمل جادوگروں کے فعل کی جنس سے ہی ہے، اور وہ زمین میں فساد و خرابی پیدا کرنا ہے.

اس طرح جو باپ اپنے بیٹے کو کہتا ہے کہ بیوی کو طلاق دو وگرنہ وہ اس سے قطع تعلقی کر لیگا، تو اس طرح باپ خود قطع رحمی کر رہا ہے اور زمین میں فساد کا باعث بن رہا ہے، اس لیے وہ درج ذیل آیت کے تحت آتا ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد بپا کر دو، اور رشتے ناطے توڑ ڈالو یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے محمد (22 - 23).

اب میں بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہوں: آپ جو جب اپنی بیوی کا دین اور اخلاق اچھا لگتا اور پسند ہے تو آپ اسے اپنے پاس رکھیں، اور طلاق مت دیں.

اور والد کو میری نصیحت یہ ہے کہ: وہ اپنے آپ کے متعلق اللہ سے ڈرتا ہوا تقوی اختیار کرے، اور اپنے بیٹے اور بہو کے درمیان جدائی اور علیحدگی کی کوشش مت کرے، اس طرح وہ زمین میں فساد و خرابی پیدا کرنے کا باعث ہو گا، اور اسی طرح اس قطع رحمی میں بھی.

اور ہم بیٹے کو یہ کہتے ہیں کہ: آپ جس طرح ہیں اسی طرح رہیں اور بیوی کو ساتھ رکھیں، چاہے آپ کا والد ناراض ہو یا خوش، اور چاہے وہ آپ سے قطع تعلقی کرتا ہے یا صلہ رحمی لیکن اگر بالفرض باپ اپنی اس دھمکی پر عمل درآمد کرتے ہوئے آپ سے قطع تعلقی کر لے تو آپ اس کے پاس جا کر اس سے صلہ رحمی کی کوشش کریں، اور اگر وہ انکار کر دے تو اس کا گناہ اکیلے باپ پر ہو گا.

ہو سکتا ہے کچھ لوگ یہ کہیں کہ:

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے، لہذا بیٹے نے نبی کریم صلی اللہ

عليہ وسلم كے حكم سے بيوى كو طلاق دے دى تھى، اور ميں بھى اپنے بيٹے كو حكم ديتا ہوں كہ وہ اپنى بيوى كو طلاق دے دے ؟

اس كے متعلق ہم يہ عرض كرتے ہيں كہ: اس مسئلہ كے بارہ ميں امام احمد رحمہ اللہ سے دريافت كيا گيا: ايك شخص آيا اور كہنے لگا: ميرے باپ مجھے اپنى بيوى كو طلاق دينے كا حكم دے رہا ہے ؟

تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے كہا:

" چاہے وہ تجھے حكم بھى دے تو بھى بيوى كو طلاق مت دو "

ميرے خيال ميں امام احمد رحمہ اللہ نے اس شخص سے دريافت كيا تھا كہ: كيا وہ اپنى بيوى ميں رغبت ركھتا ہے يا نہيں ؟

اور جب اس شخص نے امام احمد رحمہ اللہ كو اپنى بيوى ميں رغبت ركھنے كا بتايا تو امام احمد نے فرمايا:

" اسے طلاق مت دو "

تو وہ كہنے لگا: كيا عمر رضى اللہ تعالى عنہ نے اپنے بيٹے كو حكم نہيں ديا تھا كہ وہ اپنى بيوى طلاق دے تو بيٹے نے اسے طلاق دے دى تھى ؟

تو امام احمد رحمہ اللہ كہنے لگے:

كيا تمہارا باپ عمر ہے ؟

عمر رضى اللہ تعالى عنہ نے اپنے بيٹے كو صرف كسى خواہش يا تعصب كى بنا پر طلاق دينے كا حكم نہيں ديا تھا، ليكن يہ حكم كسى ايسے عمل كى بنا پر جس ميں انہوں نے مصلحت ديكھى تھى.

خلاصہ كلام يہ ہوا كہ:

جب تك بيٹے كو اپنى بيوى كا اخلاق اور دين اچھا لگتا ہے اور پسند ہے وہ اپنى بيوى كے ساتھ رہے اور اسے طلاق مت دے چاہے بيٹے كے ماں اور باپ راضى ہوں يا ناراض.

ديكھيں: لقاءات الباب المفتوح (72) سوال نمبر (7).

مزيد تفصيلى معلومات حاصل كرنے كے ليے آپ سوال نمبر (44923) اور (47040) كے جوابات كا مطالعہ ضرور

كرين.

والله اعلم .